www.novelsclubb.com
باطل
عائشہ منظور
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

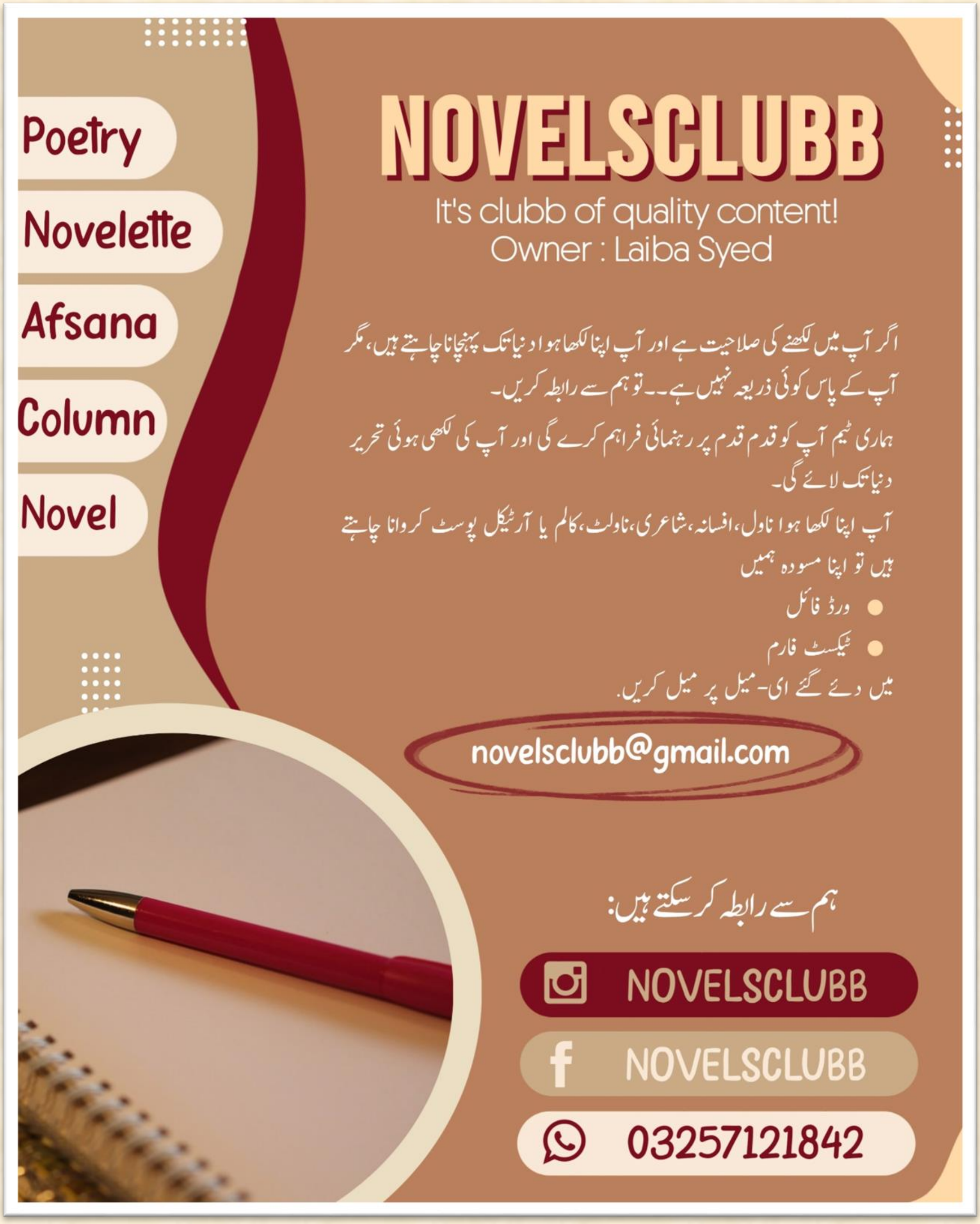
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

باطل

از قلم

عائشہ منظور

Clubb of Quality Content!

ناول : باطل

باب اول : راز کی تہہ

وقت وہ تھا کہ لوگ نادان تھے

غم و گناہ نے دل اکھروٹے تھے

سچائی اور باطل ساتھ ساتھ چلتے تھے

اسی بہتے گول گول زمین پر

ایک لمحے، جب سنہری دور کا دن

غرور سے تھم گیا تھا

سچ اور باطل، لطف کی سطح پر پہنچے

آزاد و بے باک

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سچ کے سفید لباس کی خوبصورتی پہن لی

پھر مسکراتی مسخرگی کے ساتھ بھاگ نکلا

سچ، جو چیر پھاڑ سے متاثر نہ ہوا

اس نے پس پردہ باطل کو دیکھا

اور اس کا برا پردہ اتار کر

بے لباس سچائی نے دن کی روشنی قبول کی

(آرتھر گائیڈمن)

دسمبر اپنے اختتام کو تھا۔ ہوا میں ٹھنڈ کی ایک لہر تھی۔ گہری رات چھائی ہوئی تھیں۔ جس شہر کو" روشنیوں کا شہر "جاتا ہے اس کا یہ علاقہ گہرے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہر سوں چھائی ہوئی خاموشی کچھ بول رہی تھی۔

سڑک پر چلتی گاڑی روز مرہ کی طرح اپنا سفر طہ کر رہی تھی۔ اس گاڑی میں سوار ہوئی شخصیت کوئی اور نہیں بلکہ پاکستان کی ایک سینئر صحافی فریحہ بیگ تھی۔ جو ہر روز کی طرح اپنے نیوز پروگرام " راز کی تہہ "کو کور یج کر کے گھر کی طرف جا رہی تھی۔ اس کے گھر سے سٹوڈیو تک کا سفر کافی لمبا تھا۔ وہ بلکل اطمینان سے اپنی گاڑی چلا رہی تھی کہ جب اس کو محسوس ہوا کہ جیسے کوئی گاڑی پیچھے سے اس کا تعقب کر رہی ہے۔ اس نے سائید مرر سے دیکھا تو پیچھے ایک کالی گاڑی نارمل سپیڈ سے آ رہی تھی۔ شاید وہ کوئی مسافر ہو یا کوئی اسی کی طرح رات کے اس وقت یہاں سے جاتا ہو لیکن احتیاط ضروری تھی۔ اس نے اپنا گوگل میپ اون کر دیا۔ اس کو یوں محسوس ہوا جیسے کالی گاڑی تیزی سے اس کے پیچھے آ رہی ہو۔ فریحہ اپنی گاڑی تیزی سے چلانے لگ گئی۔ اب اس کو اس علاقے سے جلدی نکلنا تھا لیکن کالی گاڑی اپنی فل سپیڈ میں تھی۔ اس نے سائید مرر سے دیکھا وہ کالی گاڑی اس کے کافی قریب آ گئی تھی اور جلد ہی اس کے برابر پہنچ جائیں گیں۔

اس کے دل میں ایک ڈر سا پیدا ہو گیا۔ اگر وہ سچ میں اس کا تعقب کار نکلا؟

وہ گاڑی اس کے برابر پہنچی اور ایک لمحے میں ہی اس سے آگے نکل گئی۔ فریحہ کی سانس بحال ہوئی۔ وہ اسی اطمینان سے دوبارہ گاڑی چلانے لگی کہ اس کی سانسیں دوبارہ تھم گئی کیونکہ وہ گاڑی سڑک کے درمیان رک گئی تھی۔ اس نے حوصلہ کیا اور اپنی گاڑی نہیں روکی۔ وہ یہاں سے نکل جائیں گی یا شاید اس شخص کی گاڑی خراب ہو گئی ہو۔ لیکن دل میں ایک ڈر اب بھی موجود تھا۔ وہ گاڑی چلاتی ہوئی اس کالی گاڑی کے قریب پہنچی اور گاڑی میں بیٹھ کر ہارن بجانے لگی۔ کالی گاڑی سے ایک شخص باہر آیا جو کہ لمبے کالے کوٹ میں ملبوث تھا۔ سر پر کالی رنگ کی پی کیپ پہن رکھی تھی اور چہرے کو ماسک سے ڈھانپا ہوا تھا۔ وہ آدمی اپنے حلیے سے کافی مشکوک لگ رہا تھا۔ صرف اس کی آنکھیں نظر آ رہی تھی۔ اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگی۔ اس نے گاڑی کی ہیڈ لائیٹس آن کی۔ وہ شخص اس کی جانب ہی آ رہا تھا۔ دل میں ایک انجانا سا خوف تھا۔ زمین پر اس شخص کی پرچھایا لمبی ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور جسم ٹھنڈا پر گیا۔

اس کو جسم میں کھنکی سی محسوس ہوئی۔

کیا یہ ایک " کھنکی "کسی چیز کی علامت تھیں؟

اگر ہے تو پھر کیا؟

وہ ایک باہمت عورت تھی لیکن کبھی کبھی اکیلے گمنام راستوں پر حوصلے ختم ہو جاتے ہیں۔

اس نے اپنے ساتھ پڑے ہوئے بیگ سے موبائل نکالا۔ وہ اپنے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ 15 پر کال کرنے لگی۔ اگلے ہی لمحے وہ شخص اس کی گاڑی کے پاس کھڑا تھا۔ اس شخص نے اس کی گاڑی کی فرنٹ سیٹ کی ونڈو پر اپنی دو انگلیوں سے کھٹکایا۔ فریحہ نے نہ چاہتے ہوئے بھی ونڈو کھولی۔ وہ شخص آگے کو جھکا اور تھوڑا سا ترچھا ہو کر اس کا موبائل کھینچا۔

فریحہ نے حیرت سے اس انجان شخص کو دیکھا پھر وہ قدرے اونچی آواز سے بولی" :یہ کیا بد تمیزی ہے میرا موبائل واپس کرو"۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس شخص نے ایک نظر موبائل کو دیکھا اور پھر بولا":اوہ تو پولیس کو کال کرنے لگی تھی۔ چلو کر بھی لیتی تو کوئی فائدہ نہیں تھا۔"

اس شخص نے تسلی سے پولیس کو کال کی اور جب کچھ ہی سیکنڈز کے بعد پولیس کے عملے نے کال اٹھائی تو اس شخص نے موبائل کہیں آس پاس جھاڑیوں میں پھینک دیا۔

وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا" :بی بی جلدی سے باہر نکلو۔ ورنہ ایک منٹ کی مہلت دیے بغیر یہاں ہی گولی مار دوں گا۔ "

"میں باہر نہیں نکلو گی۔ جو کرنہ ہے کر لو تم" !

اس شخص نے اپنے کوٹ کی سائیڈ کو پیچھے کیا اور پستول نکال کر اس کے سر پر تان دی :

"زیادہ کچھ نہیں بس تمہاری لاش یہی پھینک دوں گا اور صبح تک کتے تمہیں چیر پھاڑ دے گے"۔

موت کا سوچ کر بھی اس کی روح تک کانپ گئی۔ بالآخر فریحہ نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا اور وہ شخص ایک لمحے کی بھی دیر کیے بغیر فریحہ کو بازو سے دبوچ کر کھینچنے لگا۔ وہ اس شخص سے اپنا بازو چھڑوانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"میرا بازو چھوڑو جاہل انسان۔ "وہ زور سے چلائی۔

"یہ جو بھی تم کسی کے کہنے پر کر رہے ہو تمہیں اپنا انجام دینا پڑے گا۔"

لیکن اس شخص نے اس کی بات پر بلکل غور نہیں کیا اور اس کا بازو دبوچتے ہوئے سڑک کے دوسری طرف جھاڑیوں میں لے گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو "!اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ آنکھوں سے بہت سے آنسوں زمین کو تر کر رہے تھیں۔

ڈر اور خوف کیا ہوتا ہے؟ وہ گمنام راستے میں اپنی زندگی کے لیے منتیں کر رہی تھیں۔

ناولز کلب
Quality Content

"پلیز مجھے جانے دو . . . . . پلیز "وہ ٹوٹی ہوئی سانسوں کے ساتھ اس سے فریاد کر رہی تھی۔

اور وہ شخص اس کی ہر فریاد کو نظر انداز کرتے ہوئے جھاڑیوں میں ایک طرف اس کو گرا دیا۔

گردو پیش میں صرف سناٹا تھا، جھاڑیوں میں ہوا کے سسکارے اور اس کی آہ !

اس کی آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے لیکن حوصلہ پھر بھی ہارا نہیں تھا۔

"بچاؤ ! خدا کے لیے کوئی مجھے اس درندے سے بچائے۔ "اس نے چیخ کر پکارا مگر جواب میں صرف اپنی ہی گونج واپس آئی۔

ہر گزرتے لمحے کے ساتھ خوف اس کے وجود میں بڑھتا جا رہا تھا۔ رات جیسے مزید گہری ہوتی جا رہی تھی۔ وہ نیچے سمٹ کر بیٹھ گئی اور چہرا اٹھا کر اس شخص کو دیکھا۔ وہ سیاہ رات میں سیاہ دیو جیسا تھا۔ اس نے آواز نکالنے کی کوشش کی مگر جیسے وہ حلق میں ہی رہ گئی۔

اس نے بھرائی ہوئی آواز کے ساتھ کہا" : مجھے جانے دو۔ میرا بیٹا میرا انتظار کر رہا ہے۔ "

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔ "بہت بے دردی سے جواب دیا گیا۔

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔"

"تمہاری موت "جواب بہت سیدھا تھا۔ پستول اس کے ہاتھ میں تھی، پھر آہستہ آہستہ اس نے پستول سیدھا سامنے کر دیا۔ اب دونوں کے درمیان صرف ایک فاصلہ تھا — ٹریگر دبانے کا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

اب اس کی نظریں ٹھیک اس کے چہرے پر جمی تھی، سانس تھم سی گئی تھی۔ فریحہ کے دل کی دھڑکن کان میں گونجنے لگی۔ لمحے بھر کو وقت رک سا گیا تھا — جیسے دنیا کی ساری آوازیں خاموش ہو گئی ہو۔

اس شخص نے ہلکی سی آواز میں کہا :

"ایک،دو، . . . . تین "

اور پھر ایک سرد سا لمحہ آیا۔ اس کی انگلی نے ہلکی سی جنبش کی — ٹریگر دب چکا تھا۔

اگلے ہی پل فضا میں گولی کی کرخت آواز گونجی اور گولی اس کے سینے کو چیرتے ہوئے نکل گئی۔ چیخ بھی نہ نکل سکی، بس ایک ہلکی سی کراہ لبوں سے پھسلی اور بدن مٹی میں جا گرا۔ زمین نے اس لمحے کو اپنی خاموشی میں قید کر لیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ شخص تھوڑا سا چل کر اس کے قریب آیا اور نیچے بیٹھ کر اس کی نبض دیکھی۔ گولی اس کے دل پر لگی تھی۔ وہ مر چکی تھی۔ کوئی افسوس یا رنج، اس شخص کو کچھ محسوس ہی نہیں ہوا۔ اس نے ایک بیٹے سے اس کی ماں چھین لی۔ اندھیرا بڑا ظالم ہے، بڑے گناہ کروا دیتا ہے۔

*********______________________*********

ملک کے دوسرے حصے اسلام آباد میں بارہ بجے کا وقت تھا۔ دسمبر کی سردی نے شہر کی فضا کو خاموش، شفاف اور تھوڑا سا سنجیدہ بنا دیا تھا۔ کمرے کی کھڑکی کے باہر دھند ہلکی سی چھائی ہوئی تھی۔ شیشے پر جمی سانسیں موسم کی شدت کا پتہ دے رہی تھی۔ کمرے کی لائٹ مدھم تھی۔ سامنے دیواروں پر بہت سے نوٹس، تصویریں اور اخباروں کے کاغذ لگے ہوئے تھے۔ ٹیبل لیمپ کی پیلی سی روشنی فائلوں پر پڑ رہی تھی۔ اون کی گرم شال کندھوں پر ڈھکی ہوئی تھی، اور ہاتھوں میں بھاپ چھوڑتا ہوا بلیک کافی کا مگ۔ لمبے گھنے بال شانوں میں بکھرے ہوئے تھے جو ہلکی سی روشنی میں سیاہ ریشم کی طرح چمک رہے تھے۔ وہ خاموشی سے کسی انکہی سوچ میں گم تھی۔ اس کے سامنے وہی پرانی رپورٹیں کھلی تھیں۔

" سجاد علی اور عظمہ علی قتل کیس"، وہ صفحات جو ایک خاندان کی بربادی کی گواہی تھی۔

اس نے ایک بار پھر رپورٹس کو دیکھا، جیسے وہ انہیں پہلی بار پڑھ رہی ہو۔

"بیوی کا قتل — شوہر کی خودکشی اور ڈاکٹر کے مطابق شوہر ذہنی مسائل کا شکار تھا۔ ڈاکٹر کی تشخیص کے مطابق، اس کی ذہنی حالت کو خصوصی علاج اور توجہ کی ضرورت تھی"۔ اچانک اس کی سانس رک گئی۔

"یہ کیا؟ " اس نے نظریں تیز کی۔ فائل کے نیچے دیے ایک پرانے نوٹ پر نظر پڑی۔ ایک تاریخ جو رپورٹ سے میل نہیں کھا رہی تھی۔

ان سب رپورٹس میں سب سے کامن چیز تین لوگوں کی شخصیت تھیں۔ سجاد علی جو کہ مشہور پبلک سپیکر تھا۔ اس کی بیوی عظمہ علی اپنا فلاحی ادارہ سنبھالتی تھی اور کئی دفعہ کرپشن اور سیاسی معملات پر بات کرتی ہوئی نظر آتی تھی۔

ان کی دشمنی کسی سے بھی نہیں تھی مگر ایک تیسرا شخص جاوید حسن، جس پر یہ الزام عائد ہوا کہ وہ ان کی موت کے پیچھے ملوث ہے لیکن بعد میں رہا کر دیا گیا۔

زرین کو جو بات سمجھ میں آئی وہ یہ تھی کہ تیسرا شخص جاوید حسن نہیں ہے۔ جاوید حسن کو صرف کیس ختم کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ تو بس ایک چھوٹی سی نشانی ہے، ابھی بھی وہ اس کیس سے اتنی ہی دور ہے جتنی پہلے دن تھی۔ اس کو یہ احساس ہوا تھا کہ ان رپورٹس کے حقائق تلاش کرنا بہت مشکل کام ہے لیکن وہ کبھی پیچھے نہیں ہٹے گی۔ پاکستان میں دس یا بارہ سال پرانے کیس دیکھنا سب سے بڑی حماقت ہوتی ہے۔ اس سے آپ کو کوئی فائدہ تو ملتا نہیں اور اپنے کیریئر کو بھی خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔

کڑواہٹ سے بھرپور بلیک کافی ختم ہو چکی تھی لیکن ڈھکے ہوئے سچ اور حقائق اتنے تھے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے تھیں۔

*******________________________********

Clubb of Quality Content

اسلام آباد میں ایک پرسکون صبح کا آغاز ہوتا ہے۔ سورج کی کرنیں کھڑکی سے کمرے کے اندر آرہی تھی۔ آئینے کے سامنے کھڑی وہ بلکل تیار خود کو دیکھ رہی تھی۔ سنوالی رنگت، کالی موٹی آنکھیں،دراز قد، کالے کمر تک آتے بال جنہیں کرل کیا تھا۔ سکن کلر کی جرسی شرٹ پر براؤن لانگ اونی کوٹ پہن رکھا تھا۔ بلیک کوٹ شوز اس کی شخصیت کو نکھار رہے تھے۔ اس نے سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل،لیپ ٹاپ اور ایک فائل اٹھائی۔ وہ آہستہ آہستہ سیڑھیوں کے زینے اتر رہی تھی۔ وہ اتنی خوبصورت تو نہیں لیکن بہت پر کشش تھی۔ اس کی گہری کالی آنکھیں جو کوئی پیغام دے رہی تھی۔ سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہی ٹی-وی لاؤنج تھا اور ساتھ ہی ڈائیننگ روم تھا۔ ڈائیننگ ٹیبل پر ایک عورت جو گندمی رنگت اور خوبصورت نقوش کی تھی،وہ روزانہ کی طرح اپنی بیٹیوں کا انتظار کر رہی تھیں۔ ان کے آنے تک وہ اخبار کا مطالعہ کرتی تھی۔ زرین کو جب کرسی پر بیٹھے دیکھا تو اخبار ایک طرف رکھ دی۔

"تمہیں ابھی تک کوئی کیس نہیں ملا؟"

"آفس کی طرف سے تو ابھی کوئی کیس نہیں ملا،شاید آج کل میں مل جائے۔ "زرین نے جواب دیا۔

"تم خود بھی کوئی کیس ہینڈل کر رہی ہو؟"

"جی،سجاد علی اور عظمہ علی قتل کیس "اس بار جواب مختصر دیا کیونکہ اس کو معلوم تھاماں کا وجہ سن کر رد عمل کیا ہو گا۔

"تمہیں پتا ہے نہ اپنے کیریئر کی بنیاد پر پرانے کیس انویسٹیگیٹ کرنا، کتنی رسک کی بات ہے۔ "

"مجھے معلوم " اس کی آواز درمیان میں ہی کاٹ دی گئی کیونکہ دائیں کمرے سے ایک لڑکی کی آواز آئی۔

"ماں میری واچ نہیں مل رہی۔ "وہ اس بات پر ایسے چیخ رہی تھی جیسے پورے کالج نے اس سے ہی ٹائم پوچھنا ہو۔

"اپنے سائیڈ ٹیبل پر دیکھوں غور سے وہی پڑی تھی"

"میں نے ہزار دفعہ دیکھ لیا لیکن نہیں مل رہی۔ "شکوہ ایسے کر رہی تھی جیسے ماں نے کہی گمائی ہے۔

"اور مجھے ایک دفع میں ہی مل جانی ہے۔"

چیزوں کا جگہ پر ہونے کے باوجود بچوں کو وہ ملتی نہیں اور ماں کو وہی سے ملنی ہوتی ہے۔

اور یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہوا مبین کمرے میں گئی اور اگلے ہی لمحے ہاتھ میں واچ پکڑے ہوئے آ گئی۔

"وہی پڑی تھی شہزین۔"

"پتا نہیں ماں مجھے کیوں نہیں نظر آئی۔ "یہ کہتے ہوئے اس نے ٹوسٹ پکڑا اور ایک دفعہ پھر مبین کی طرف متوجہ ہوئی۔

"وہ ماں مجھے آج کالج کے بعد عزہ کے گھر جانا ہے تو آپ ڈرائیور کو کہہ دینا وہ مجھے چھوڑ آئے۔"

" کہہ دوں گی لیکن یہ دوستوں کے گھر جانا کم کرو۔ "اس نے تھوڑے سنجیدہ لہجے میں سمجھایا۔

"اوکے، لیکن میں جلدی ہی آجاتی ہو اور اگر لیٹ ہو گئی تو آپی کو کہہ دوں گی مجھے پک کر لے۔ "اس نے زرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، میں کر لوں گی پک کوئی بات نہیں۔ "زرین نے جواب دیا۔

زرین چائے پی رہی تھی کہ مبین اس کی طرف متوجہ ہوئی۔" تم اس کیس کو رایان کے کہنے پر انویسٹیگیٹ کر رہی ہو؟"

"ماں ! میں ایک باشعور لڑکی ہوں۔ میں اپنا ہر فیصلہ خود کرتی ہوں۔ اور رہی بات اس کیس کی تو میں یہ کافی دیر سے فالو کر رہی ہوں۔ "

اس نے چائے کا کپ رکھ دیا اور کرسی سے اٹھ گئی۔

"چلو یہ بات ختم کرتے ہے،ناشتہ تو کر لو۔ "وہ فکرمندی سے بولی۔

"میں کر چکی ہوں۔ "وہ بدقت مسکرائی۔وہ مبین کی کرسی کے قریب آئی اور انہیں گلے لگایا اور خدا حافظ کہتے ہوئے باہر کی طرف چلے گئی۔

گاڑی میں بیٹھ کر اس نے گہرا سانس لیا اور پھر وہ مسکرائی۔مسکرائی،اس لیے کیونکہ وہ یہ کر سکتی تھی۔

شہزین اپنا ٹوسٹ کھا چکی تھی اور اس نے پاس پڑی کرسی سے اپنا بیگ کندھے پر پہنا۔ ٹیبل سے اپنا موبائل اور" سٹینلی "اٹھائی۔ ہماری جنریشن اور ان کے نئے نئے ٹرینڈز۔

"ماں خدا حافظ !اور اپنا بہت خیال رکھیے گا۔ "وہ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئی۔

"خدا حافظ اور دل لگا کہ پڑھنا " مبین نے پیچھے آواز لگاتے ہوئے اس سے کہا۔

********____________________******

اسلام آباد کی سڑکیں اپنا صاف اور خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی۔ مارگلہ کی پہاڑیوں کے پیچھے سورج پوری قوت سے آسمان پر راج کر رہا تھا۔

زرین نارمل رفتار سے گاڑی چلا رہی تھی کہ ایک گاڑی بہت تیز رفتار سے اس کا راستہ کاٹ کر آگے نکلی۔

"کسی کی اتنی ہمت " !زرین کو غصہ آیا۔ وہ تیز رفتار سے گاڑی چلاتی ہوئی اس بلیک فارچیونر کے قریب آئی۔ وہ جو بھی تھا، کافی تیز رفتار سے گاڑی چلا رہا تھا۔ جیسے وہ ایسے گاڑی چلانے میں ماہر ہو۔ وہ اس سے بھی زیادہ ریش ڈرائیونگ کر سکتی تھی لیکن وہ الگ بات تھی اس

نے کبھی کی نہیں۔ ابھی اس کو اپنی جان پیاری تھی لیکن معملہ اس کی انا کا تھا۔ وہ جتنی تیز گاڑی چلا سکتی تھی اس نے چلائی۔ بہت جلد وہ دونوں صاف روڈ میں برابر گاڑی چلا رہے تھیں۔

"جیسے یہ دونوں کی انا کا سوال تھا۔ دیکھتے ہے اب کون جیتے گا؟"

کبھی زرین آگے نکلتی تو وہ تیزی سے پیچھے آجاتا۔ اگر وہ آگے نکل آتا تو ان ملکہ کی انا پیچھے آجاتی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے برابر تیزی سے گاڑی چلا رہے تھے کہ بلیک فارچیونر کی کھڑکی کھلی اور اس شخص کی شکل واضح ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

صاف رنگت، کلین شیو، اٹھی ہوئی ٹھوڑی، بال جیل سے سیٹ کیے ہوئے؛ بلاشبہ کہ وہ ایک خوش شکل مرد تھا۔

ٹائی اور بلیک سوٹ میں ملبوث جیسے وہ آفس کے لیے نکلا ہو۔

زرین نے اس بدتمیز شخص کو دیکھنے کے لیے اس کی طرف دیکھا۔

دونوں کی کالی آنکھیں ایک وقت کے لیے ملی اور جیسے وقت تھم گیا۔ دونوں کا دل بیک وقت پر دھڑکا۔

وہ گہری کالی آنکھیں سمندر جیسی تھی اور جیسے وہ پل بھر میں ان آنکھوں میں ڈوب گیا ہو۔

زرین نے اسٹیرنگ گھما کر گاڑی دوسری طرف موڑ لی۔ اس شخص کی نظروں نے دوسری طرف جاتی ہوئی زرین کی گاڑی کا تعقب کیا۔ عشر زمان احمد جیسے اب کبھی ان آنکھوں کی جال سے باہر نہیں آپائے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

***********____________***********

صبح کی نرم دھوپ قائداعظم یونیورسٹی کے فلاسفی کے ڈیپارٹمنٹ میں سنہری لکیروں کی طرح بکھری ہوئی تھی۔

کلاس کے باہر کھڑکی سے درختوں کے پتوں پر اوس کے قطرے چمک رہے تھے۔ اندر طلبہ کی نظریں صرف ایک شخص پر جمی تھی، پروفیسر رحمان۔ ان کے سامنے سفید بورڈ پر انگریزی میں صرف ایک جملہ لکھا تھا۔

"I am a cage; in search of bird"

(Franz Kafka)

"کافکا کا یہ جملہ صرف ایک فلسفہ نہیں بلکہ یہ محبت کا اعتراف ہے۔ ہم سب کے اندر ایک ایسا پنجرہ ہے جو کسی خاص پرندے کا انتظار کر رہا ہے۔ کسی ایسے پرندے کا جو زخمی ہے، یا بزدل ہے یا ان سب سے ہٹ کے کسی ایسے پرندے کا جو اپنی انا اور بے حسی میں بہت آگے نکل چکا ہے۔ ایک ایسے پرندے کا ہم سب کے پنجرے کو انتظار ہے۔"

پھر پروفیسر نے ایک گہرا سانس بھرا اور کہنے لگے" : محبت ایک ایسی قید ہے جس میں بند ہو کر بھی انسان آزاد محسوس کرتا ہے۔ "

بہت سے طلبہ گہری سوچ میں تھیں کہ ایک لڑکی اپنی جگہ سے اٹھی یا شاید اس کو کوئی پہلو پریشان کر رہا تھا، جس نے اس کو اٹھنے پر مجبور کیا۔ بھورے بال جو شانوں پر لہرا رہے تھے۔ گول چہرہ، سفید مائلی رنگ، بھوری آنکھیں اور لمبی گھنی پلکیں؛ وہ بہت ماسوم سی خوبصورت تھی۔ اس نے چیری ماروں لمبی قمیض اور نیچے وائٹ ٹراوزر پہنا ہوا تھا۔ گلے میں سفید دوپٹا پہن رکھا تھا۔

"سر ! میں یہ پوچھنا چاہتی ہو کہ اگر وہ پرندہ پنجرے میں نہ آنا چاہے تو پھر کیا کرے؟"

" آپ کا نام؟"

"میشہ منہاج علی "اس نے اونچی آواز میں بتایا۔

"بہت اچھا سوال میشہ نے کیا۔ " پروفیسر رحمان نے اس کے سوال کی تعریف کی۔

"پنجرہ اتنا سکون تو دے کہ پرندہ اس کی قید میں آنا چاہے۔ وہ پرندے سے اتنی محبت تو کرتا ہو کہ پرندہ اسے چھوڑ کے جانا ہی نہ چاہے۔ اگر وہ آئے اور چھوڑ کر چلے جائے تو اس کو صرف پنجرہ اچھا لگتا تھا۔ پھر وہ پنجرے سے محبت نہیں کرتا تھا۔ "

اس بار پروفیسر نے باہر دیکھا اور کسی گہری سوچ کے ساتھ بولے " : ضروری نہیں جو اچھا لگتا ہو اس سے محبت بھی ہو۔"

کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔ باہر درختوں پر چڑیا چہچہا رہی تھی، جیسے وہی پرندے ہو جن کی تلاش میں کافکا اپنی تحریروں میں بھٹکتا رہا۔

لیکن میشہ ابھی بھی اسی الجھن میں تھی۔ وہ ایسا نہیں سوچتی تھی اور پروفیسر کی بات سے اختلاف رکھتی تھی۔

اس کا ذہن صرف ایک ہی بات سوچ رہا تھا کہ وہ پنجرہ ہے اور اس کو پرندے کی تلاش ہے۔ لیکچر ختم ہو چکا تھا۔

******____________________********

عزیزی انٹر پرائس آج بھی اپنی ساری شان و شوکت کے ساتھ کھڑی تھی۔ تین منزلہ اس فیشن انٹر پرائز میں ہر فلور اپنی ایک الگ کہانی سناتا تھا۔ پہلی منزل پر، ملک بھر سے آئی ہنر مند عورتوں کے ہاتھ کپڑے پر جادو بن رہے تھے۔ کہیں ریشم پر دھاگے کے پھول کھل رہے تھے اور کہیں شفون پر کڑھائی کے نقش بن رہے تھے۔ دوسری منزل پر، نوجوان ٹیکسٹائل ڈیزائنر اپنے خوابوں کے رنگ کپڑوں پر اتار رہے تھے۔ ان کے ارد گرد رنگوں کی بوتلیں، خاکے اور روشنیوں سے بھرا ایک نیا جہان تھا۔ جبکہ تیسری منزل پر مینیجرز اور مارکیٹنگ ٹیم اس برانڈ کے نام کو ملک میں روشناس کرانے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ نیچے گراؤنڈ فلور پر انکا شوروم چمک رہا تھا _ جہاں ہر لباس ایک کہانی سناتا تھا۔

تیسری منزل پر ہونے والی میٹنگ ختم ہو چکی تھی۔ میٹنگ روم سے تین لوگ باہر آئے۔ ایک شناسا چہرہ عشر زمان احمد کا تھا جو عزیزی انٹر پرائز کا مالک تھا۔ اس کی سیکرٹری عنیقہ اس سے دو قدم پیچھے چل رہی تھی۔ ایک آدمی جو شاید اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ اس آدمی کی

ہر بات کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ دراز قد شخص رک ہی گیا اور اس کی سیکرٹری دو قدم پیچھے کھڑی ہو گئی۔ وہ اس آدمی کی طرف متوجہ ہوا " : تو کیا کہہ رہے تھے تم؟"

" سر ! پلیز ان پیپرز پر سائن کر دے۔ " اس شخص نے التجائی نظروں سے اس کو دیکھا۔

"عنیقہ !شاید رکارڈ کے مطابق میں یہی پیپرز سائن کرنے کراچی گیا تھا۔ "

وہ پوچھ نہیں رہا تھا بلکہ اس آدمی کو بتا رہا تھا۔ عنیقہ نے سر" ہاں "میں ہلایا۔

"سر !کچھ ایشوز کی وجہ سے دیر ہو گئی لیکن ہم بہت شرمندہ ہے۔ "اس آدمی نے وضاحت کی۔

"اب" کوہ نور "کی سی ای او خود آئے اور مجھ سے سائن کروالے۔ "

وہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گیا اور اس کے پیچھے ہی اس کی سیکرٹری بھی۔ سامنے ہی آفس کا دروازہ تھا جہاں ایک گارڈ کھڑا تھا۔ عشر کے آنے سے پہلے ہی گارڈ دروازہ کھول چکا تھا۔ آفس میں آکر وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

وہ آدمی آفس کے اندر داخل ہوا اور التجائی نظروں سے دیکھا۔

"سر ! سی ای او بہت مصروف ہوتی ہے۔ "اس شخص نے اپنی نوکری بچانے کی جیسے آخری کوشش کی۔

لیکن عشر بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

"تمہاری سی ای او کی دو ٹکے کی مصروفیت سے زیادہ قیمتی میرا ایک منٹ ہے۔ "اس نے قدرے زور اور غصے سے جواب دیا۔

یہ کہنا کافی تھا اور وہ شخص جا چکا تھا۔ وہ اپنی دائیں ہاتھ کی انگلی سے سر مسل رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کی سیکرٹری کرسی پر بیٹھی اور اس سے مخاطب ہوئی" : باس ! اگلے ہفتے آپ کو بزنس انٹرویو کے لیے آواز سٹوڈیو نے بلایا ہے۔ "

"ہاں !مجھے پتا چل گیا تھا۔بات سنو" !

اس نے توجہ سے اپنے باس کی طرف دیکھا۔" یہ سامنے والی دیوار کس رنگ کی ہے ؟ "

"کالے رنگ کی "اس نے ایک فرضی نظر دیوار کو دیکھ کر کہا۔

" نہیں !یہ گہرا کالا رنگ ہے اور یہ دنیا کا سب سے خوبصورت رنگ ہے۔"

"اوہ اچھا"!

میں چلتی ہو باس مجھے ایک کام یاد آ گیا۔ "

وہ دل میں سوچنے لگی شاید باس کو کام کی وجہ سے اتنی ٹینشن ہے کہ ساری سر پر چڑھ رہی ہے۔کچھ دنوں پہلے انکا یہی باس اس رنگ کو بدلنے کا کہہ رہا تھا اور آج سے یہ رنگ دنیا کا سب سے خوبصورت رنگ بن گیا ہے۔

Clubb of Quality Content!

ان کا یہی سر پھرا باس اسی طرح بنا پلک جھپکے یک ٹک اس دیوار کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس دیوار کے رنگ میں کچھ تلاش کر رہا ہو۔

************___________**********

"آواز سٹوڈیو"

اپنی پوری طاقت کے ساتھ کھڑا تھا۔ ایک طرف لائیو نیوز چل رہی تھی اور پیچھے بیٹھی ٹیم اس سب کو مینج کر رہی تھیں۔ دوسری طرف بہت سے جرنلسٹ اپنے آرٹیکلز اور جرنلز لکھ رہے تھیں۔ جس میں وہ حقائق بیان کر رہے تھے ۔ ان آرٹیکلز میں وہ اپنی سوچ اور نظریہ کی عکاسی کر رہے ہیں۔ ایک منزل پر، کیمرے کے سامنے معروف سیاسی شخصیت بیٹھی تھی۔ سامنے صحافی نے مائیک تھام رکھا تھا، سوالات کاغذات پر لکھے ہوئے تھے اور آنکھوں میں تجسس نمایاں تھا۔ اسی طرح ساتھ ہی بہت سے کیبن تھیں، جہاں انویسٹیگیٹ جرنلسٹ بیٹھے حقائق کو تلاش کر رہے تھے۔ معاشرے کے وہ حقائق جن کو چھپا دیا جاتا

ہے۔زرین اپنے میز پر بیٹھی تھی،اس کے سامنے فائلوں کا ڈھیر اور ایک لیپ ٹاپ کھلا ہوا تھا۔وہ کچھ ٹائپ کر رہی تھی۔

ٹرررر.........ٹرررر

اس نے ریسیور اٹھایا۔" مس زرین !آپ کو آفس میں بلایا جارہا ہے۔ "ایک دم سے اس کے چہرے پر خوشی چھا گئی۔" جی،میں آتی ہو۔"

اس کو آج آفیشلی کوئی کیس ملنے جارہا تھا۔وہ لفٹ میں کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی۔وہ لفٹ سے نکلی اور آفس کی طرف گئی۔سامنے چلنے والی لائیو نیوز نے اس کو رکنے پر مجبور کر دیا۔نیوز بالیٹن میں بتایا جارہا تھا کہ" پاکستان کی سینئر صحافی فریحہ بیگ کو کل رات سٹوڈیو سے گھر جاتے ہوئے کسی نامعلوم شخص نے قتل کر دیا "وہ یہ خبر سنتے ہی پریشان اور حیران ہو گئی۔آج پھر ایک عورت کو قتل کر دیا گیا تھا۔اس نے سچ بولا تھا یا اُس نے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کیا تھا۔آج پھر سے ایک صحافی کو قتل کر دیا۔

اس نے خود کو سنبھالا اور آفس کی طرف چلے گئی۔

Clubb of Quality Content!

آفس پہنچتے ہی اُس کے سامنے سٹوڈیو کا پروڈیوسر یز دان سلطان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کافی بڑی عمر کا تھا اور وجیہہ شخصیت کا مالک تھا۔

وہ اندر آئی اور کرسی پر بیٹھ گئی۔" سر !آپ نے بلایا تھا۔"

"جی، مس زرین آپ کو پہلے تو کوئی کیس نہیں ملا؟ " انہوں نے زرین کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی تک تو میں کوئی کیس ہینڈل نہیں کر رہی۔ "

"اوکے !پھر آپ محراب جمال قتل کیس ہینڈل کریں گی۔ یہ کوئٹہ میں ہونے والا ایسا واقعہ ہے جس کو حکومت اور پولیس ختم کرنا چاہ رہی ہیں لیکن ہم نے اس کیس کو عوام کے سامنے لانا ہیں۔"

"میں اس کیس کو بہت اچھے طریقے سے ہینڈل کروں گی۔ "اس نے پُر جوش انداز سے کہا۔

"میں آپ سے یہی توقع رکھتا ہو اور اس بارے میں کسی کو بھی پتا نہ چلے۔ جب آپ اس کیس کو اچھے سے دیکھ لے تو پھر ہم اس پر ایک نیوز شو بھی تیار کرے گے۔"

"جی !میں اِس کو ایک ہفتے میں کو راَپ کرنے کی کوشش کروں گی۔ "اس نے اپنی کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

" گڈ " !انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

وہ آفس سے نکل کر اپنے کیبن میں گئی تو اس نے ایک گہرا سانس بھرا۔اس کو فریحہ بیگ کا بہت افسوس ہوا تھا۔

اس نے لیپ ٹاپ کھولا اور کوئٹہ میں ہونے والے حادثات کے بارے میں پڑھنے لگی تو اس کو پتا چلا کہ" دو دن پہلے کوئٹہ میں دہشت گردی تنظیم نے یونیورسٹی آف بلوچستان کے قریب دھماکہ کیا تھا۔ پولیس کے عملے کے مطابق حملے سے کچھ طلبہ زخمی ہوئے اور اس کے بعد معاملے پر قابو پالیا گیا تھا" یہ وہ خبر تھی جو پولیس نے دی۔ اُس نے اپنے پاس پڑا ہوا موبائل اُٹھایا اور ایک نمبر پر کال ملانے لگی۔ کچھ دیر بعد کال اُٹھالی گئی تھی۔

موبائل فون سے چہکتی ہوئی آواز آئی" :میڈم آپ کو یاد ہے کہ میں زندہ ہو۔ "

اس کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی" :ہاں !یاد تھا۔ کیسے ہو تم۔ "

"ویسا ہی جیسے پہلے تھا،ہینڈسم۔ "دوسری طرف سے جواب آیا۔" میں نے یہاں تمہاری خوبصورتی جانچنے کے لیے کال نہیں کی۔مجھے تم سے ایک کام ہے۔ "

"حکم کرے میڈم۔ "مسکراتے ہوئے جواب دیا گیا۔

" تمہیں ایک نام بیجھتی ہو اور مجھے اس شخص کی ایک ایک ڈیٹیل بیجھو وہ بھی دو دن میں۔ "اس بار وہ تھوڑی آہستگی سے اس کو بتارہی تھی۔

"او کے ہو جائے گا اور کچھ۔"اس شخص نے بہت آرام سے کہا۔

"تم پاکستان آگئے ہو؟"

"ہاں !پرسوں کا میں کراچی میں ہو اور آج شام تک تمہارے شہر میں ہو گا۔"اس نے جواب دیا۔" اچھا !میں بعد میں بات کرتا ہو۔ "کال کٹ گئی تھی۔

زرین نے موبائل رکھا اور ایک دفعہ پھر اپنے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گئی۔

**********____________**********

اِس علاقے میں رہنے والے زیادہ تر لوگ اِلیٹ کلاس سے تعلق رکھتے تھے۔ سفید بنگلہ اپنی ساری خوبصورتی کے ساتھ کھڑا تھا۔ بنگلے کا گیٹ کھلتا ہے۔ گاڑی گیراج میں داخل ہوتی ہے اور میشہ تھکے ہوئے چہرے کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ راہداری عبور کر کے وہ ٹی وی لاؤنج میں آئی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ اُس کے علاوہ بھی ٹی وی لاؤنج میں رابعہ اور اَردل بیٹھے ہوئے تھے۔ اَردل میشہ سے دو سال بڑا تھا۔ سنوالہ رنگ، ہلکی بڑھی ہوئی شیو اور سنجیدہ نظریں جو لیپ ٹاپ پر مرکوز تھیں۔ جس نے آئی-ٹی میں بی-ایس کیا اور ڈِگری سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ وہ اپنے موڈ کے ساتھ منہاج کے ساتھ آفس چلا جاتا ورنہ گھر میں سوتا اور پھر دوستوں کے ساتھ کہیں باہر نکل جاتا۔ رابعہ اپنے موبائل پر مگن تھیں اور اُس کی مصروفیات میں شاپنگ کرنا یا کسی فرینڈ سرکل میں ہر ہفتے کسی پارٹی میں مصروف ہوتی۔ ملازمہ اس کے لیے پانی لے کر آئی۔ گھر میں ہر طرف ملازمین کی ہلچل مچی تھیں۔ کوئی

صفائی کر رہا تھا، کوئی ڈسٹنگ کر رہا تھا اور باقی کچن میں کام پر لگے تھیں۔ میشہ نے ان سب کی بھاگ دوڑ کا جائزہ لیتے ہوئے رابعہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ " ممی گھر میں کوئی آ رہا ہے کیا؟"

"ہاں !رایان آ رہا ہے۔ اب پاکستان ہی سیٹل ہو رہا ہے۔ "رابعہ کی یہ بات سن کر اس کے چہرے پر حیرانی آئی۔ اِس ایک نام پر اُس کی ساری دنیا رُک گئی۔ کتنے سال بعد وہ واپس آ رہا تھا۔

"بادباں کُھلنے سے پہلے کا اشارہ دیکھنا

میں سمندر دیکھتی ہو، تم کنارہ دیکھنا

یوں بچھڑنا بھی بہت آساں نہ تھا اُس سے مگر

جاتے جاتے اُس کا وہ مڑ کر دوبارہ دیکھنا

کس شباہت کو لے آیا ہے دروازے پہ چاند

اے شبِ ہجراں زرا اپنا ستارہ دیکھنا"

اَردل کے چہرے پر ناگواری در آئی۔ " ہاں ! آرہا ہے وہ مینٹل پیس"۔

" مینٹل تو نہیں ہے بس حالات بنا دیتے ہے"۔ میشہ نے اَردل کی بات کا جواب دیا۔ میشہ کو اَردل کا رایان کے لیے تبصرہ دینا بُرا لگا تھا۔

"میں تو بھول ہی گیا۔ یہاں تو اُس کے طرف دار بیٹھے ہیں"۔ اُس نے میشہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" اگر تمہیں یاد آ گیا ہے تو پھر خاموش رہو"۔ میشہ نے بڑی رسانیت سے جواب دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب رایان کی وجہ سے دونوں لڑائی نہ کرو"۔ رابعہ نے بے زاری سے کہا۔

" ممی ! آپ اَردل کو سمجھائے"۔ تمہیں تو دُکھ تھا نہ اُس کے جانے کا اور اب خوشی بھی سب سے ذیادہ ہے"۔ یہ بات جیسے اُس کو ماضی کی کسی یاد میں لے گئی۔

دھوپ کی ہلکی سستی ابھی فضا میں باقی تھی۔ سورج اب مارگلہ کی پہاڑیوں کے پیچھے ڈھلنے کو تھا۔ F-6 کے پارک میں شام کا منظر کسی مصور کی پینٹنگ سے کم نہ تھا۔ ہلکی سرد ہوا میں درختوں کے پتے حرکت کر رہے تھیں۔ کچھ بچے ابھی بھی جھولا جھول رہے تھیں۔ بارہ سالہ بھورے بالوں والی لڑکی پینگ پر بیٹھی تھی اور اس کے پیچھے چودہ سالہ لڑکا اس کو جھولا دے رہا تھا۔ سفید رنگ جو کھیلنے کے باعث سُرخ پر رہا تھا، کالی آنکھیں اور بال ماتھے پر گرے ہوئے تھے۔ وہ پینگ کی رسی پکڑ کر پیچھے لے جاتا اور پھر چھوڑ دیتا۔ جھولا ہوا سے باتیں کرتے ہوئے دوبارہ اس کے ہاتھ میں آجاتا۔ " رایان ! آہستہ دو میں گر جاؤ گی"۔ اس نے روندی ہوئی آواز میں کہا۔

" تو میں تمہیں اُٹھا لو گا"۔ اس نے بڑے دوستانہ انداز میں جواب دِیا۔

"لیکن مجھے تو چوٹ لگ جائے گی"۔ وہ ڈر رہی تھی کہ وہ گر نہ جائے۔

"پھر میں تمہیں گرنے ہی نہیں دوں گا"۔ اُس کے پاس بھی حل تھا۔ اب رایان اُس کے جھولے کی رسّی چھوڑ کر ساتھ والی پینگ پر بیٹھ گیا۔ " رایان ! کیا تم سچ میں جا رہے ہو"۔ میشہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ جائے۔

"ہاں ! کیونکہ میرا جانا ضروری ہے"۔

"لیکن تم یہاں بھی پڑھ سکتے ہو"۔ وہ اپنی ہر کوشش کر رہی تھی۔

"میں یہاں نہیں رہنا چاہتا"۔ اُس نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور وہاں سے اُٹھ گیا۔ میشہ کے دل میں صرف ایک بات چل رہی تھی کہ کسی طرح وہ نہ جائے۔ کوئی سبب بنے اور وہ رُک جائے۔ اُس کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہ کبھی اپنے فیصلے سے پیچھے بھی نہیں ہٹے گا۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کا جانا دل کو بجھا دیتا ہیں۔

*******____________________******

زندگی میں کبھی کبھار ہمارے پاس بہت علم ہونے کے باوجود بھی دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔ زرین کے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا۔ اُس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے؟ انسان کو کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے اصول بنانے چاہیے۔

اُس نے اپنا سر جھکا لیا اور لیپ ٹاپ بند کر دیا۔ اب اُس کو صرف سوچنا تھا کہ وہ کس طرح اپنا وقت مینیج کرے گی۔ اُس نے آج لنچ بریک بھی نہیں کی تھی اور وہ محراب جمال کے بارے میں سارے حقائق کو اکھٹا کرنے لگی۔ جس سے اُس کو معلوم ہوا محراب" کہ جمال کوئٹہ کے ایک عام طبقی علاقے کا بیس سالہ نوجوان تھا۔ وہ اپنے ماں باپ کا اِکلوتا بیٹا تھا اور تین بہنوں کا ایک بھائی تھا۔ وہ یونیورسٹی آف بلوچستان کا طالب علم تھا۔ دہشت گردی تنظیم نے وہاں دھماکہ کیا تھا۔ دھماکے کی وجہ سے بہت سی ماسوم جانیں گئی۔ ہر طرف افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ محراب بھی اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ رہا تھا کہ اتنے میں ایک پولیس آفسر محراب کی جانب آیا۔ اُس کو دھکا دیا اور یہ" : کہا بھی دہشت گرد "ہے۔ محراب اُس کو بار بار یقین دلا رہا تھا کہ وہ صرف ایک طالب علم ہے۔ کسی نے اُس کی ایک

بات نہیں سنی اور اُس کو ٹانگ سے پکڑ کر سڑک پر گسیٹھنے لگے۔ وہ اٹکی ہوئی سانس کے ساتھ اپنی بے گناہی ثابت کر رہا تھا مگر کسی نے اُس کی ایک بات بھی نہیں سنی۔ بہت سارے لوگ اور اکھٹے ہوئے اور اُس کو پیٹنا شروع کر دیا حتٰی کہ وہ لہو لہان ہو گیا۔ اتنی بے رحمی سے اُس کو مارا گیا کہ وہ وہی فوت ہو گیا۔ آخری لفظ جو اُس کی زبان سے نکلا وہ انصاف تھا۔ اگلے دن پتا چلا کہ وہ ایک ماسوم طالب علم تھا۔ اُس کے گھر میں غریب ماں باپ تھے جو بہت مشقت سے اُس کو پڑھا رہے تھے اور بیچاری تین بہنیں تھیں جو اُس کے لیے انصاف نہ لڑ سکے۔ حکومت نے اس بارے میں کچھ خاص نوٹس نہیں لیا اور باقی سب لوگوں کو بھی کچھ دیر بعد رَہا کر دیا انصاف، حق " گیا۔ اور سچ یہ ایک ہی اصول ہے لیکن ہر کوئی اِن پر عمل نہیں کرتا۔ اگر ہم غور کرے تو روزا تنے لاچار اور غریب لوگوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے مگر انصاف حاصل کرنا اُن کے بس میں نہیں ہوتا۔ اگر وہ آواز اُٹھائے تو اُن کی آواز دبا دی جاتی ہے۔

ساری صورتحال دیکھ کر اُس کو لگا کہ یہ اتنی پچیدہ رپورٹس نہیں ہے۔ وہ اس پر خود بھی پروگرام میں بول سکتی ہے۔ پچھلا ایک گھنٹا گُزر چکا تھا۔ اُس نے کافی معلومات حاصل کرلی تھی۔ اب بس اِس مواد کو کاپی کرنا رہ گیا تھا۔

*************____________*********

کمرے سے دو لڑکیوں کی آوازیں آرہی تھی جو شاید کچھ سمجھ رہی تھی۔ ایک لڑکی فکرمندی سے اپنی دوست کو دیکھ رہی تھی اور وہ اُس کو کچھ سمجھا رہی تھی۔

مجھے "ایک لفظ بھی سمجھ نہیں آرہا۔ اب میں کیا وہ " کرو؟ پریشانی سے بول رہی تھی۔

تمہیں" سمجھ آنے بھی اُس "نہیں۔ نے مذاق سے کہا۔

میں" کیا کرو یار۔ ماں کو اِس بار فُل گریڈز چاہیے اور مجھے میڈیکل میں انٹرسٹ" نہیں۔

تو "فائن آرٹس ہی رکھ لیتی اس "شیزی۔ نے اُس کو حل بتایا۔

اُس "سے بھی ماں کو اعتراض اُس "ہے۔ نے مُنہ بصور کر کہا۔

میں" تمہارے لیے کچھ لے کر آتی وہ "ہو۔ کمرے سے چلے گئی۔

وہ کتاب کی طرف نظریں جمائے بیٹھی تھی کہ اُس کو محسوس ہوا کہ کوئی شخص دروازے پر کھڑا ہے۔

دروازے پر ایک خوش شکل نوجوان کھڑا کیسی !ہیلو" تھا۔ ہو اُس "شیزی۔ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

میرا "نام شہزین اُس "ہے۔ نے غصے سے بولا۔

یار" کیا ہو گیا۔ مریم بھی تمہیں یہی کہتی ہے میں نے بولا تو تم غصہ کر "گئی۔

اِس "نام سے صرف مجھے میرے دوست بلاتے ہے اور آپ میرے لیے اجنبی اُس "ہے۔ کا دل کر رہا تھا کہ موہد کا سر پھاڑ دے۔

ہاں" تو بن جاؤ میری اُس "دوست۔ نے بہت رسانیت سے جواب دیا۔

آپ"اس قابل نہیں ہے۔ آئیندہ مجھ سے دور ہی رہیں اُس "گا۔نے اتنا کہا ہی کہ مریم آ گئی۔

کیا"ہو رہا اُس "ہے ؟نے ہوئے مسکراتے پوچھا۔

کچھ "نہیں بس تمہاری دوست بلاوجہ مجھ پر غصہ کر رہی موحد "ہے۔جلدی سے بولا۔

میں !مریم"ڈرائیور انکل کو کال کر رہی ہو۔میں گھر جانے لگی" ہو۔

لیکن"کچھ کھا کر تو مریم "جاؤ۔نے اُس کو روکنا چاہا۔

مجھے"بھوک نہیں وہ "ہے۔یہ کہہ کر اپنی چیزیں سمیٹنے لگی۔

*******____________________________******

آسمان نارنجی رنگ کا ہوا تھا اور سورج ڈھلنے والا تھا۔مارگلہ کی پہاڑیاں اپنی پوری خوبصورتی کے ساتھ نظر آرہی تھی۔اِس سیکٹر کا سب سے عالیشان اور پُر وقار بنگلہ اپنی شان کے ساتھ کھڑا تھا۔اندر بہت سارے راز، تکلیف اور فریب چھپائے یہ خوبصورت لگ رہی

تھی۔ اس کے اندر دیکھو تو راہداری عبور کر کے بڑا سا کمرا ہے۔ صوفے پر بیٹھا ہوا شخص نامور سیاستدان ذمان احمد بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کافی زیادہ عُمر کا تھا لیکن وجیہہ شخصیت رکھتا تھا۔ وہ سکن رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوث تھا۔ وہ کافی فکر مندی سے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے شخص سے کچھ پوچھ رہا تھا۔

"برُہان !مجھے ایسے لگتا ہے وہ شخص مجھے کافی دیر سے اسٹاک کر رہا ہے۔"

"میں نے اُس کا پتا لگانا چاہا ہے لیکن وہ سیاہ دیو جیسا ہے جو نظر ہی نہیں آتا۔ "برہان نے اُن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" تمہیں کیا لگتا ہے وہ کون ہو گا؟"

"مجھے لگتا ہے اُس کو آپ سے مفاد ہے شاید اِس لیے وہ آپ کا پیچھا کر کے آپ کو ڈرانا چاہتا ہے۔"

زور سے کُھلا۔ آنے والے شخص نے دونوں کو حیران کر دیا۔

************_________________________***********

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

Clubb of Quality Content!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842